جناب نور محمد غفاری ایم۔ اے
رام پور ضلع بہاولنگر

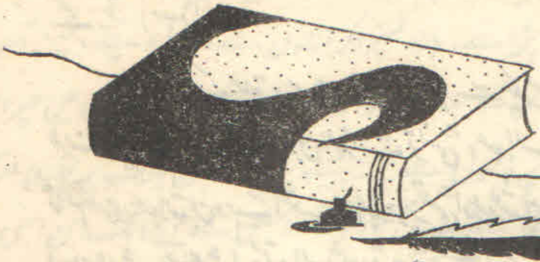

امام مالکؒ اور انکی موطا

حالاتِ زندگی

نام و نسب | اسم گرامی مالکؒ اور کنیت ابو عبداللہؒ ہے۔ انس بن مالک اصبحی کے فرزندِ ارجمند تھے یمن کے شاہی خاندان حمیر کی شاخ اصبح سے تھے۔ آپ کے دادا مالکؒ اور چچا ابو سہیل نافعؒ مدینہ کے مشہور و معروف محدث تھے۔ (المصفیٰ)

ولادت باسعادت | آپ سن ۶۵ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ (بعض مورخین نے سنِ ولادت ۹۳ تا ۹۷ ہجری لکھا۔) یہ سنِ پیدائش "فلسفۃ التشریع فی الاسلام" کے مصنف ڈاکٹر صبحی محمصانی نے لکھا ہے۔

تحصیلِ علم | ذرا ہوش سنبھالنے پر آپ نے آبا و اجداد کی علمی راہ اختیار کی۔ آپ بلا کے ذہین اور قوی الحافظہ تھے۔ جو بات ایک بار سن لیتے وہ ذہن سے اتر تی نہ تھی۔ ایک دفعہ آپ کے استاد حضرت امام زہریؒ نے چالیسؒ سے زائد حدیثیں پڑھائیں۔ دوسری صبح آپ نے پوری چالیسؒ احادیث بغیر ایک لفظ کی کمی بیشی کے سنا دیں۔ آپ نے ربیعہ بن عبدالرحمان عرف ربیعہ رائی سے علم فقہ پڑھا اور بہت سے علماء حدیث مثلاً نافع، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے غلام، زہریؒ، ابو الزنادؒ اور یحییٰ بن سعید انصاریؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ حضرت امام مالکؒ نے اپنے اساتذہ مذکورین کے سوا تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ (فلسفۃ التشریع فی الاسلام ص۵۴ اردو ترجمہ)

تدریس | زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ آپ علمی حلقوں میں ایک امتیازی شان کے ساتھ چمکے۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک ستر شیوخ نے اجازت نہیں دی مسندِ تدریس پر جلوہ آرا نہیں ہوئے، تاہم شباب کا آغاز ہی تھا کہ مدینہ میں تدریس کرنے لگے۔ اور موطا لکھ کر اس کو مدارِ درس بنایا۔ آپ کا شہرہ دور دور تک پھیلا۔ افریقہ اور اندلس تک کے پروانے اس شمع علم کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔

سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی آپ ہی کے حق میں تھی کہ "عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر منزلیں کاٹیں گے اور عالمِ مدینہ سے بلند تر عالم کسی کو نہ پائیں گے۔" (مصفیٰ)

آپ کے حلقہ درس میں فقیرِ بے نوا سے لیکر شہنشاہِ وقت تک شامل تھے۔ اگر ایک طرف یحییٰ لیثی اندلسیؒ، اسد بن الفرات تونسیؒ، عبدالسلام التنوخی عرف سحنون قیروانیؒ عبدالرحمان بن قاسمؒ مصری عبداللہ بن وہبؒ اشہب بن عبدالعزیز قیسیؒ اور عبداللہ بن عبدالحکیم ایسے غریب الوطن تھے تو دوسری طرف ہادی، ہارون الرشید، امین الرشید اور مؤتمن ایسے شاہِ وقت تھے جنہوں نے آپکے قدموں میں بیٹھ کر درس حدیث لیا۔ (تزئین الممالک)

آپ کو علمِ حدیث کی تعظیم و اجلال کا بہت خیال تھا۔ مسندِ درس کو زینت بخشنے سے قبل آپ غسل فرماتے، اجلا لباس پہنتے اور خوشبو لگاتے تھے۔ جب درس شروع کرتے تو مجلس پر وقار کی فضا طاری ہو جاتی تھی اور خوشبو سے دماغ معطر رہتا تھا۔

عقیق سے نگین بننے تک

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

معرکہ حق و باطل کوئی نئی بات نہیں۔ اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے، جتنی خود حضرت انسان کی۔ اس تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حق کی پرخار وادی میں جس نے بھی قدم رکھا اس کا دامن کانٹوں میں الجھے بغیر نہ رہ سکا۔ اس لیلیٰ کے عشق کا دم جس نے بھی بھرا اس کو آبلہ پائی کی لذت سے آشنا ہونا پڑا۔

در راہِ لیلیٰ کہ خطرہائے بسیار است
شرطِ قدم اوّل آنست کہ مجنوں باشی

لیکن اہل حق نے یہ واضح کر دیا کہ حق ایسی متاعِ گرانمایہ ہے جس کے مقابلہ میں تن، من اور دھن کی بازی تو لگائی جا سکتی ہے لیکن اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

حضرت امامؒ بھی اس لذت سے آشنا ہوئے۔ عباسی خلیفہ منصور کا عہد تھا۔ آپ نے اس کے خلاف نفس ذکیہ کے حق میں فتویٰ دیا۔ آپ کی دلیل یہ تھی کہ منصور خلافت کا اہل نہیں۔ اس نے بزورِ شمشیر بیعت لی ہے اور جس طرح جبری طلاق نافذ نہیں ہوتی اسی طرح جبری بیعت بھی درست نہیں۔ منصور اور نفس ذکیہ میں لڑائی ہوئی۔ منصور نے میدان جیت لیا۔ اور نفس ذکیہ قتل کیے گئے

منصور کا چچا زاد بھائی جعفر بن سلیمان والی مدینہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ جبری طلاق کے خلاف فتوٰی نہ دیں، کیونکہ اسطرح منصور کی بیعت کا جواز جاتا رہے گا۔ آپ اپنی رائے پہ قائم رہے جعفر نے آپ کے ننگے بدن پر کوڑے پٹوائے، بازو کھنچوا کر شانوں سے اتروا دئیے، لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اس کے بعد آپ کو اونٹ پہ بٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں پھروایا، ایسے میں بھی جبکہ اونٹ کی ننگی پیٹھ پر زخموں سے چُور بیٹھے تھے۔ زبان مبارک پہ جاری تھا:

"جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ سن لے میں مالک بن انس ہوں اور فتوٰی دیتا ہوں کہ جبری طلاق باطل ہے۔"

جعفر کو معلوم ہوا تو اونٹ سے اتروا دیا یہ ۱۴۷ھ کا واقعہ ہے۔ بعد میں منصور کا آپ سے اچھا رویہ رہا۔ اور اس نے قضاءت کا عہدہ بھی پیش کیا، لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ (الانتقاء، تزئین۔ زوادی)

؎ ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں، جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

امام مالکؒ اور عشق مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ نے اپنی پوری زندگی وہیں گذاری، سوائے سفرِ حج کے اس مبارک شہر سے الگ نہیں ہوئے۔ یہ قاعدہ محبت اور قانونِ عشق ہے۔ کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے۔ اس کے گھر سے، در و دیوار سے، باغ سے، حتیٰ کہ اس کے گدھے سے، اس کے کتّے سے محبت ہوتی ہے ؎

امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبل ذا الجدار و ذا الجدار

میں لیلیٰ کے شہر پہ گذرتا ہوں تو اس دیوار کو پیار کرتا ہوں۔ اور اس دیوار کو پیار کرتا ہوں۔

وَمَا حُبُّ الدِّیَارُ شَغَفْنَ قَلْبِی وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَار

کچھ شہروں کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کی محبت کی کار فرمائی ہے جو شہروں کے رہنے والے ہیں۔

حرمت مدینہ کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ آپ کے اصطبل میں کئی گھوڑوں کے ہونے کے باوجود آپ پیدل چلتے تھے۔ کسی کے استفسار پر آپ نے فرمایا:

"مجھے حیا آتی ہے کہ مبارک شہر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی) کا جسدِ اطہر ہے میں اس میں سوار ہو کر چلوں۔" (زرادی) ؎ عشق بن یہ ادب نہیں آتا۔

وفات | آخری سالوں میں آپ بہت نحیف ہو گئے تھے، مگر بدنی نقاہت قلبی اور روحانی قوت کے ضعف کا سبب نہ بن سکی۔ گھلتے ہوئے بدن کو بھی علم حدیث کی خدمت سے فرصت نہ دی۔ آپ نے ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا: یَآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (الفجر ایت ۲۷ تا ۳۰) اور جنت البقیع میں آخری آرام گاہ آباد فرمائی۔

؎ اس خاک کے ذرّوں پہ شرمندہ ہیں ستارے　　جس خاک میں پنہاں ہے وہ صاحب ابرار

موّطا | موّطا کے لفظی معنی سنوارا ہوا، ہموار کردہ، تحقیق شدہ متفق علیہ کے ہیں۔ موطا اس رستے کو کہتے ہیں جس پہ عام لوگوں کا گذر ہو لیکن اصطلاح میں حضرت امام مالکؒ نے احادیث کا مجموعہ موطا نام اپنے ہاتھ سے مرتب کیا اور اسے مدار درس بنایا۔ آپ اس سے حدیث اور فقہ دونوں کا درس دیتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"امام مالکؒ نے موطا میں ۱۰۰۰۰ حدیثیں جمع کی تھیں لیکن پھر تہذیب و تنقیح اور ترتیب کے بعد بقول ابوبکر الابہری اس ۱۷۲۰ روائتیں رہ گئیں جن میں ۶۰۰ مسند، ۲۲۲ مرسل، ۶۱۷ موقوف اور ۲۷۵ مقطوع ہیں۔" (دیباچہ المسوّی)

خصوصیات | موطا کی چند نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ موطا حدیث کے ساتھ فقہ کی کتاب بھی ہے۔ یہ فقہی الواب میں منقسم ہے۔ اس میں صرف فقہی احادیث ہیں یعنی جن کی غرض احکام سے ہے۔ اس میں تفسیر، مناقب اور زہد وغیرہ کے ابواب نہیں ہیں۔

۲۔ موطا میں کوئی موقوف صحابی یا اثر تابعی نہیں ہے، جس کا ماخذ کتاب وسنت نہ ہو۔

۳۔ شہرت کا جہاں تک تعلق ہے، ایک جم غفیر نے حضرۃ امامؒ سے روایت کیا ہے جس میں خلفاء ہارون الرشید، امین، مہدی، مؤتمن اور مجتہدین میں سے حضرت امام محمد بن حسنؒ، بلاواسطہ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ابویوسفؒ بالواسطہ اور محدثین کا تو حصر ہی نہیں اور صوفیاء میں ذوالنون مصریؒ وغیرہ اور اہل مصر، شام، عراق، یمن اور خراسان میں ایک کثیر تعداد ہے وغیرھم۔

موطا کی صحت سے متعلق چند آراء | موطا کو ام الصحیحین کہا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "کتاب اللہ کے بعد آسمان کے نیچے موطا سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں" (تنویر الحوالک ص ۶)

۲۔ سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے۔ "طلب حدیث میں لوگوں کو عالم مدینہ میں سے کوئی نہ ملے گا

ان کی وفات کے بعد مدینہ (از روئے علم حدیث) ویران ہو جائے گا"

۳۔ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کا ارشاد ہے۔" اس زمین پر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امام مالکؒ سے زیادہ کوئی امین نہیں۔ اور نہ ہی کوئی صحت حدیث میں ان سے سبقت لے گا"

۴۔ حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا ہے۔" میرے نزدیک امام مالکؒ عن نافع بن ابن عمر کی روایت سند اصح الاسانید ہے"

۵۔ یحییٰ بن معینؒ حضرت امام مالکؒ کو امیر المومنین فی الحدیث کہتے تھے۔

۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ موطا کی شرح "المصفیٰ" کے دیباچے میں لکھتے ہیں:" موطا کو تمام موجودہ کتب، احادیث پر فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت مصنّف کے اعتبار سے، التزام صحت سے، شہرت و قبولیت احادیث کی وجہ سے ہے، حسن ترتیب کے مدنظر یہ کتاب بے نظیر ہے۔ ائمہ مذاہبؒ و تبع تابعینؒ میں سے کسی کی کوئی تصنیف موطا کے علاوہ آج موجود نہیں۔ موطا کے مقابلے میں کوئی دوسری کتاب نہیں کہ محدثین اس کی قدر و منزلت پر ویسے ہی متفق ہوں"

موطا صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں

ذہن میں یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ موطا جب صحت کے انتہائی درجے پر ہے تو پھر اسے صحاح ستہ میں شامل ہونے کا فخر کیوں نہیں۔؟ اس کی وجوہ یہ ہیں:

۱۔ موطا میں مرسل احادیث کی کثرت ہے۔

۲۔ فقہی اقوال اس میں اس کثرت سے ہیں کہ یہ حدیث سے زیادہ فقہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ (علوم الحدیث از ڈاکٹر صبحی صالح)

۳۔ موطا کو صحاح ستہ میں شاید اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ اس کی تمام مرفوع احادیث صحیح بخاری میں آچکی ہیں۔

بعض لوگوں نے موطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے جیسے ابوالحسن زرینؒ نے "التجرید للصحاح والسنن" میں اور ابن اثیرؒ نے "جامع الاصول" میں موطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔

موطا کی شروح | موطا کی شہرت و مقبولیت اور صحت کی بنا پر محدثین حضراتؒ نے اسکی متعدد شرحیں لکھی ہیں جن میں چند مشہور یہ ہیں: ۱۔ تنویر الحوالک۔ از علامہ جلال الدین

سیوطیؒ - ۲. کشف الغطاء فی شرح مختصر الموطا انہ ابن فرحونؒ۔
دو شرحیں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھی ہیں۔ ۱. المسویٰ (عربی زبان میں) ۲. المصفیٰ (فارسی میں)
موطا کے نسخے | موطا کے نسخے تیس ۳۰ سے زیادہ ہیں۔ شیخ ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب میں ۱۲ نسخوں کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے اپنی کتاب "بستان المحدثین" میں پندرہ ۱۵ نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں (شاہ صاحبؒ) نے مزید فرمایا کہ امام مالکؒ سے ان کے زمانے میں تقریباً ہزار لوگوں نے موطا سن کر جمع کیا۔ چنانچہ اس کے بہت نسخے موجود ہیں۔ آج کل بلاد عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند ایک جو مشہور ہیں، پائے جاتے ہیں۔

۱۔ یحییٰ بن یحییٰ مصموری اندلسی کا نسخہ ــــ آج کل اس کا سب سے زیادہ ہے اور طائفہ علماء کا مخدوم نسخہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ جب مطلق موطا کہا جاتا ہے تو ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ نے امام مالکؒ سے آخری تین ابواب کی سماعت نہیں کی اس لئے ان تینوں بابوں کو زیاد بن عبدالرحمنؒ اندلسی سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ نے موطا کو امام مالک سے زیادہ اور ان کی شاگردی کا فخر حاصل کرنے سے قبل اپنے ہی شہر میں تمام موطا کی اسناد انہی (زیاد بن عبدالرحمنؒ) سے ہی سنیں۔ یحییٰ بن یحییٰ حضرت امامؒ کے خاص شاگرد تھے یہ بربر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت امام انہیں عاقل کے نام سے پکارتے تھے۔ انہیں شاہان وقت کا قرب بھی حاصل تھا۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ حضرت امام مالکؒ کا مسلک اندلس میں پھیلانے میں یحییٰ بن یحییٰ کا خاص کردار ہے۔ کیونکہ یہ قضاءت کے عہدے پر مامور تھے اور دیگر علاقوں میں قاضی ان کے مشورہ سے مقرر ہوتے تھے اور یہ صرف مالکی مسلک کے علماء کا تقرر کرواتے تھے۔ (الملل والنحل لابن حزم)

۲. دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبدالرحمن بن عبدالبرؒ نے حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے۔

۳۔ موطا کا تیسرا نسخہ عبد بن مسلم قعنوی کا ہے۔

۴۔ ایک نسخہ محمد بن حسن الشیبانیؒ کا ہے۔

الغرض میں اپنی سعی ناتمام کو حضرت امام شافعیؒ کے قول پر ختم کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:

"تابعین کے بعد امام مالکؒ بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی حجۃ (نشانی) ہیں۔ امام مالکؒ میرے استاد ہیں، جب کوئی حدیث تم کو مالکؒ کی روایت سے پہنچے تو اسے مضبوط پکڑو کیونکہ وہ علم حدیث کا ایک درخشندہ ستارہ ہیں۔"

(تنویر الحوالک)

قارئین کے خطوط

افکار و تاثرات

افکار و تاثرات کے تحت ہم سب سے پہلے سندھ کے مشہور گرامی مرتبت بزرگ صاحب ارشاد و طریقت شخصیت خانقاہ دین پور شریف کے قابل فخر مسند نشین حضرت المخدوم مولانا عبدالہادی صاحب دین پوری دامت برکاتہم کا ایک مکتوب گرامی پیش کرتے ہیں جس میں ملک کی حالت زار اور دینی سرد مہری بالخصوص جشن ایران کے موقع پر پریس کی دینی بے حسی پر اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ یہ نامہ گرامی الحق کیلئے سرمایۂ افتخار و سعادت ہے۔ اور ہم ایسے قدسی صفات بزرگوں کی توجہات محبت پر خداوند کریم کے شکر گذار ہیں۔ (ادارہ)

★

جشن ایران اور پریس کی دینی بے حسی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دعا ترقی درجات، اسلام کے مقدس نام پر حاصل کی جانے والی دنیا کی اس "سب سے بڑی اسلامی مملکت" میں "اسلام" پر جو کچھ بیت رہی ہے۔ اور ہم نے "من حیث القوم" شعائر و ارکان اسلام سے روگردانی و اجتناب کا جو رویہ اختیار کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ توجہ طلب ہے بلکہ بہت حد تک اندوہناک اور مایوس کن بھی۔ نتائج کیا ہوں گے؟ اس کا بہتر علم خدائے علیم و بصیر ہی کو ہو سکتا ہے۔ معاشرہ میں راہ پا جانے والی اخلاقی بے راہ روی، تہذیب فرنگ کی تقلید، اسلام کے بنیادی عقائد تک سے کھلم کھلا انحراف اور تضحیک، اسلام کے نام پر الحاد اور بے دینی کی تبلیغ کے لئے نشر و اشاعت کے وسائل کی فراوانی اور سرپرستی اس کے برعکس "اہل حق" کی بے سرو سامانی ایسے امور ہیں کہ ان پر غور کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو ان نامساعد حالات میں مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے "شرار بولہبی" کے مقابلے میں "چراغ مصطفوی" کی لو بلند کئے ہوئے ہیں۔

عزیز محترم! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کسی قوم کی اخلاقی، سماجی، سیاسی، تمدنی، تہذیبی اور مذہبی حالت کا اندازہ روزمرہ کے واقعات اور حالات حاضرہ سے لگایا جاتا ہے۔ اخبارات اور رسائل ایک آئینہ کی حیثیت سے قومی زندگی کی مجموعی صورت حال کا عکس پیش کرتے ہیں۔ آپ اسے مایوسی قرار دیں

یا بدولی (ناامیدی نہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے کا حکم ملا ہے) مجھ جیسے لوگ یہ عکس دیکھنے سے معذور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر ایک عرصہ سے اخبارات اور رسائل کے مطالعہ سے مجتنب ہے۔ ملنے ملانے والوں یا عزیزوں میں سے کوئی کسی قابل ذکر واقعہ کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو سن لیتا ہوں۔ دل پر چوٹ پڑتی ہے تو ہاتھ خود بخود دعا کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔ کہ اب بس میں یہی کچھ رہ گیا ہے۔ پچھلے دنوں جشن شہنشاہیت ایران کے متعلق سنا۔ اللہ اکبر، ہم نے یہ دن بھی دیکھنے تھے، دکھ اس بات کا تھا کہ کوئی ٹوکنے والا نہیں۔ حیرت اس امر پر تھی کہ اُن حلقوں کی طرف سے بھی کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی جن کے نزدیک مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر اس لئے گشتنی و گردن زدنی قرار پائے تھے کہ وہ اپنی کسی تقریر میں نحن ابنا الفراعنہ کہہ بیٹھے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تنقید و تنقیص و شتام دہی اور بہتان طرازی کے ترکش میں کوئی تیر باقی نہیں رہا تھا (صدر ناصر مرحوم کی کیا حیثیت ہے ان حضرات کے قلم اور زبان سے امہات المومنین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابۂ کرام تک محفوظ نہیں رہے)۔ اور پھر فقیر نے سنا کہ جمعیت علماء اسلام کے محترم قائدین مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم اور مولانا مفتی محمود نے ملتان میں ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں مذکورہ جشن کے انعقاد کے بارے میں ارباب بست وکشاد کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی اور اب خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب میرے ایک عزیز نے مذکورہ موضوع پر الحق کا اداریہ سنایا۔ عزیزم! خدا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے اکابر کے جانشینوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلے میں اسلاف کی قائم کردہ روایات کو برقرار رکھا ہے۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حق گوئی و بے باکی کی مزید جرأت عطا فرمائے اور اسلام کے بنیادی عقائد کے تحفظ کے سلسلے میں آپ کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ فقیر کافی عرصہ سے بیمار رہتا ہے۔ معالج حضرات کے مشورہ پر گذشتہ دو سال کا موسم گرما مری کے قریب بھوربن کے مقام پر قیام رہا۔ آپ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں فقیر کی طرف سے ہدیۂ اسلام پہنچائیں اور اُن سے یہ دعا کرنے کے لئے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی عوارضات کی صورت میں فقیر کو جن انعامات و عنایات سے سرفراز فرمایا ہے ان سے مانوس ہو جانے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں۔ والسلام

(حضرت مولانا عبدالہادی صاحب)

دینے پور